دوسرا خط

ہفتہ۔ ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۵ء

املج

وحیدالرحمٰن......میری جان! السلام علیکم ورحمتہ اللہ

یار، سچ پوچھوتو ''بوریت'' اس ساڑھے تین سال، یا چار سال کے عرصے میں بڑھتے بڑھتے اپنے ''نقطۂ کھولاؤ'' کو چھوا چاہتی ہے۔ یعنی......''میں تیزی سے اپنے انجام کی طرف بڑھ رہا ہوں'' (یہ تمہارا پسندیدہ فقرہ رہا ہے نا؟)

ہاں......لاہور و ملتان میں کوئی بدّو کا خیمہ بھی ضرور ڈھونڈتے رہو (بدّو کا ہو کدّو کا نہیں) ورنہ یہ ''اونٹ''...... یہیں کہیں مرکھپ جائے گا۔ یوں بھی پرانی مثل ہے کہ ''اونٹ مکّہ ہی کو بھاگتا ہے۔''

عابد صدیق صاحب مرحوم کی کتاب ''تحسینیات'' تم نے پڑھی؟ اور حافظ صفوان صاحب کے مضامین، طارق حبیب کی کتاب اور شان الحق حقی پر؟ جواب میں ضرور بتلانا۔

ورق کو الٹا لٹکا دو (مراد ورق الٹنا ہے۔ و۔ر۔خ)

یار......اگر پنجاب یونیورسٹی میں باقاعدہ طالب علمی، ڈاکٹریٹ کے لیے اپنائی جا سکتی ہو تو بتلانا ضرور۔ میں باتنخواہ چھٹی کے لیے UGC کی راہ سے، پیش قدمی کا سوچ رہا ہوں۔

اور؟ ایمن بیٹا کیسی ہے؟ اسے پیار۔ ام ایمن کی ڈاکٹریٹ کا کیا ہوا؟ ان کی خدمت میں سلام!

والسلام

دور افتادہ

ذوالکفل

دھیمے لہجے کی وہ آواز......

سید خالد جاوید مشہدی*

ذوالکفل بخاری نہ جانے کب چپکے سے میرے قریب آ گیا۔ دوست بتاتے ہیں کہ اسے اس کام کا بڑا سلیقہ تھا اور یہ سچ بھی لگتا ہے کہ ہم آپس میں بہت دیر سے ملنا شروع ہوئے اور اس کا تمام تر کریڈٹ بھی ذوالکفل کو ہی جاتا ہے مگر جب ملے تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ اتنا پیارا شخص جس کے پاس ہر موضوع پر اتنا علم موجود ہے مجھے اتنی تاخیر سے کیوں ملا۔ یوں ہوتا کہ فون کی گھنٹی بجتی اور نرم سی ایک آواز پنجابی میں گویا ہوتی:

ذوالکفل عرض کر رہا ہوں، تھوڑی دیر کے لیے آنا ہے......

وہ آتے اور پھر واقعی تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کھڑے ہوتے۔ میرے اصرار پر کہتے:

آپ کا وقت قیمتی ہے اس سے زیادہ ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں نہ آتا تو آپ تین صفحات تو ترجمہ ہی کر لیتے۔

مجھے شبہ ہوتا کہ وہ طنز کر رہے ہیں۔ دراصل وہ جب بھی آتے مجھے اسی کام میں مصروف پاتے۔

''نہیں شاہ جی! آپ کے آنے سے ذرا ''بریک'' مل جاتا ہے۔''

میں اپنی شرمندگی کم کرتے ہوئے کہتا۔ ان کی گفتگو میں ایک عجیب طرح کی مٹھاس تھی۔ مجھے ان کی سب سے اچھی بات یہ لگتی کہ وہ کبھی کسی کی غیبت نہیں کرتے تھے ورنہ اس عیب سے تو شاید کوئی بچ پاتا ہو۔ پھر فکر معاش میں سعودی عرب چلے گئے۔ کافی عرصہ رابطہ منقطع رہا ایک روز اچانک پھر فون بجا، وہی میٹھی سی مخصوص آواز...... آئے تو ہاتھ میں ایک ضخیم کتاب تھی۔

آپ کے لیے اضافی آمدنی کا ایک بڑا ''سورس'' لے کر آیا ہوں۔ انکار سنوں گا نہ بہانہ!

اور واقعی انھوں نے میری معذرت قبول نہ کی۔ میں ان دنوں ایک اور کتاب پر کام کر رہا تھا جس پر کام پہلے ہی تاخیر کا شکار تھا لیکن ذوالکفل نے ایک نہ سنی۔ کہنے لگے:

آپ یہ کام کریں اسے چھپنے دیں ان شاء اللہ رزق کا اتنا بڑا دروازہ آپ کے لیے کھلے گا کہ آپ پہلے والے سارے کام بھول جائیں گے۔

* روزنامہ ''نوائے وقت'' ملتان